مسلم بین 3.0 سپریم کورٹ کا فیصلہ

تجدید جون 26، 2018

26 جون کو، امریکی سپریم کورٹ نے اپنا فیصلہ بحوالہ کیس ٹرمپ بمقابلہ ہوائی جاری کیا، جس میں صدر ٹرمپ کی جانب سے مسلم بین کی قانونی پابندی کو برقرار رکھا گیا۔ یہ فیصلہ 4-5 کی اکثریت سے آیا، جس میں عدالت اس نتیجے پر پہنچی کہ صدر ٹرمپ کی جانب سے کئی مسلم اکثریتی ممالک کے شہریوں کی امریکا آمد پر پابندی کی تیسری کوشش نہ تو امیگریشن اینڈ نیشنیلٹی ایکٹ (آئی این اے) کی خلاف ورزی ہے اور نہ ہی دستور کی۔ عدالت نے قرار دیا کہ کانگریس نے، آئی این اے کے ذریعے،صدر کو وسیع پیمانے پر اختیار دیا ہے کہ کسی بھی درجے کے غیر شہری افراد کی امریکا آمد کو روک سکے۔ عدالت نے اس دلیل کو بھی رد کر دیا کہ مسلم بین 3.0 دستور کی اسٹیبلشمنٹ کلاز کے اس لیے منافی ہے کیونکہ اس کا محرک مسلمانوں کے خلاف معاندانہ رویہ ہے۔

مسلم بین 3.0

- ستمبر 24، 2017 کو، صدر ٹرمپ نے صدارتی حکم نامہ جاری کیا جس کے تحت چھ مسلم اکثریتی ممالک – چاڈ، ایران، لیبیا، صومالیہ، شام، اور یمن ــ اور شمالی کوریا کے اکثر شہریوں کی امریکا آمد پر غیر معینہ مدت کی سفری پابندی عائد کر دی گئی۔ اس حکم نامے کے تحت وینزویلا کے مخصوص حکومتی زعماء اور ان کے خاندان کے ارکان پر بھی پابندی عائد کر دی گئی۔ یہ حکم نامہ صدر ٹرمپ کی تیسری کوشش تھی کہ جس کے تحت انہوں نے اپنی انتخابی مہم کے وعدے کے مطابق مسلمانوں کی امریکا آمد پر پابندی کے وعدے پر عمل درآمد کیا۔

مسلم بین 3.0 کے خلاف قانونی چارہ جوئی

- کئی تنظیموں، بشمول مسلم ایڈوکیٹس، نے حکم نامے کو اس کی موثرپذیری سے بھی قبل قانونی طور پر چیلنج کرنے کی کوششیں کیں۔ اکتوبر 17، 2017، کو ہوائی کی ایک ضلعی عدالت اور میری لینڈ کی ایک ضلعی عدالت نے قومی سطح پر حکم نامے جاری کیے جس کے تحت مسلم بین 3.0 کو امریکا میں مقیم افراد کے حقیقی قریبی رشتہ داروں کے خلاف نافذ العمل ہونے سے روک دیا گیا۔ حکومت نے ان فیصلوں کے خلاف اپیل دائر کی۔

- دسمبر 4، 2017، کو سپریم کورٹ نے ایک حکم جاری کیا جس کے تحت تمام زیر التواء قانونی عذر داریوں کے نپٹائے جانے تک مسلم بین 3.0 کو عارضی طور پر موثر العمل ہونے کی اجازت دے دی گئی۔

- دسمبر 22 کو، نائنتھ سرکٹ کورٹ آف اپیلز نے *ہوائی بمقابلہ ٹرمپ*، کیسز میں سے ایک کیس کا فیصلہ جاری کیا، جس کے تحت ضلعی کورٹ کے حکم نامے کو بحال رکھا اور اس نتیجے پر پہنچی کہ فیڈرل لاء کے تحت مسلم بین 3.0 غیر قانونی ہے، کیونکہ یہ "[امیگریشن اینڈ نیشنلیٹی ایکٹ] کی خلاف ورزی کرتا ہے اور صدر کو عطا کردہ اختیار کی حد سے متجاوز ہے۔"

- فروری 14، 2018، کو فورتھ سرکٹ کورٹ آف اپیلز نے تین مشترکہ کیسز کے حوالے سے ایک فیصلہ جاری کیا جن میں پابندی کو چیلنج کیا گیا تھا، بشمول *آئی اے اے بی بمقابلہ ٹرمپ*، جس کو مسلم ایڈوکیٹس نے چیلنج کیا تھا۔ عدالت نے ضلعی عدالت کا فیصلہ برقرار رکھا، اور اس نتیجے پر پہنچی کہ یہ پابندی قانون کی اسٹیبلشمنٹ کلاز کے منافی ہے کیونکہ یہ پالیسی "اسلام کے خلاف معاندانہ رویے سے غیر دستوری حد تک آلودہ ہے۔"

- حکومت نے ان فیصلوں کے خلاف اپیل دائر کی، اور سپریم کورٹ نے اپریل 25، 2018 کو *ٹرمپ بمقابلہ ہوائی* کیس میں دلائل کی سماعت کی۔

یہاں معلومات صرف تعلیمی مقاصد کے لئے ہے، یہ اٹارنی کلائنٹ تعلقات کا حصہ نہیں ہے. یہ ماہر قانونی، ٹیکس یا دوسری صورت حال کا متبادل نہیں ہے. ہم سفارش کرتے ہیں کہ آپ امیگریشن وکیل سے مشورہ کریں.

معاملات جو سپریم کورٹ کے سامنے رہے

- عدالت نے بنیادی طور پر دو سوالات کا فیصلہ کیا: (1) کیا یہ حکم نامہ صدر کے امیگریشن کے حوالے سے اختیار کے دائرے میں آتا ہے، جو کہ صدر کو ایک خاص مدت تک تارکین وطن کی ملک میں آمد کو روکنے کی اجازت دیتا ہے؛ اور (2) آیا یہ حکم نامہ دستور کی اسٹیبلشمنٹ کلاز کے منافی ہے، جو کہ حکومت کو ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر فوقیت دینے سے روکتی ہے۔

سپریم کورٹ کا جون 26، 2018 کا فیصلہ

➢ سپریم کورٹ نے امیگریشن اینڈ نیشنلیٹی ایکٹ (آئی این اے) کے تحت مسلم بین 3.0 کو برقرار رکھا۔

- آئی این اے کا سیکشن 1182(ایف) صدر کو، مخصوص حالات کے پیش نظر، اجازت دیتا ہے کہ وہ غیر شہری افراد کے مخصوص گروہوں کے داخلے پر پابندی لگا دے۔ عدالت نے قرار دیا کہ مسلم بین آئی این اے کی شق کے تحت صدارتی اختیارات کی ذیل میں آتا ہے کیونکہ قانون کی زبان "صدر کو وسیع اختیار عطا کرتی ہے۔" عدالت کے مطابق، مسلم بین اس اختیار کی ایک قانونی شکل تھی کیونکہ صدر ٹرمپ نے تحفظات ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا کہ زیادہ تر مسلم ممالک سے غیر شہری افراد کی امریکا آمد "قومی مفاد کے لیے نقصان دہ ثابت ہو گی۔"

- آئی این اے کی ایک شق، سیکشن 1152(a)(1)(A)، بھی ہے جو کہ امیگرینٹ ویزا جاری کرتے وقت حکومت کو انفرادی سطح پر قومیت کی بنیاد پر امتیازی کاروائی سےروکتی ہے۔ تاہم، عدالت اس نتیجے پر پہنچی کہ یہ عدم امتیاز کی شق ویزا جاری کرنے کے عمل تک محدود ہے اور ان تحفظات پر لاگو نہیں ہوتی ہے کہ آیا کسی غیر شہری کو امریکا آمد کی اجازت دینی چاہیے یا نہیں۔ اس لیے، کہ مسلم بین امریکا آمد پر تحفظات کے حوالے سے لاگوہوتا ہے (اور نہ کہ ویزا جاری کرنے پر)، اس لیے عدم امتیاز کی یہ شق لاگو تصور نہیں کی جا سکتی ہے۔

➢ سپریم کورٹ نے دستور کی پہلی ترمیم کی اسٹیبلشمنٹ کلاز کے تحت مسلم بین 3.0 کو برقرار رکھا

- عدالت نے تسلیم کیا کہ صدر ٹرمپ اور ان کے مشیران نے کئی مرتبہ مسلمانوں کے خلاف بیانات اور تبصرہ جات کیے ہیں۔ تاہم، عدالت نے قرار دیا کیا کہ ان بیانات کی جانچ پڑتال اس کے دائرہ سماعت میں نہیں، مگر اس کا کام اس امر کا تعین تھا کہ آیا حکم نامہ بذات خود مسلم مخالف معاندانہ جذبات کے تحت تو جاری نہیں کیا گیا تھا اور اگر ایسا ہوا ہو تو یہ غیر آئینی متصور ہو گا۔ عدالت اس نتیجے تک پہنچی کہ اس بات کے ثبوت ناکافی تھے کہ یہ حکم نامہ مسلمانوں کے خلاف عناد کے جذبے کے تحت جاری کیا گیا۔

- اس کے برعکس، عدالت نے قرار دیا کہ مسلم بین کا جائز مقصد یہ تھاکہ "ایسے افراد کی امریکا آمد پر پابندی لگائی جائے جن کو مناسب انداز میں جانچا پرکھا نہیں جا سکتا اور ان افراد سے متعلقہ ممالک کو ابھارا جائے کہ وہ ان کے رویوں کو بہتر بنائیں۔" عدالت نے مختلف وجوہات کو پرکھا جن کے باعث مسلم بین مذہبی جارحانہ پن کا مظہر نہ بنے گا: مسلم بین کے متن میں مذہب کا کوئی تذکرہ موجود نہیں ہے؛ مسلم بین "دنیا بھر کی صرف 8٪ مسلم آبادی" اور ان ممالک پر محیط ہے جن سے قومی سلامتی کو خطرات درپیش ہیں؛ مسلم بین عالمی جائزہ عمل کے نتائج کی عکاسی کرتا ہے؛ اصل مسلم بین میں شامل تین مسلم ممالک کو جائزہ جاتی عمل کے دوران فہرست سے خارج کر دیا گیا تھا؛ مسلم بین میں شامل ممالک کے حوالے سے افراد کی کیٹیگریز میں مستثنیات بھی موجود ہیں؛ اور اس میں ان افراد کے لیے ایک گلوخلاصی پروگرام بھی موجود ہے جو اس بین کا شکار ہیں مگر اس کے باوجود امریکا میں داخلے کے متمنی ہیں۔

- ان تمام امور کی روشنی میں، عدالت نے قرار دیا کہ اس قانون کو چیلنج کرنے والے امکانی طور پر اپنے دعویٰ کو درست ثابت کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں کہ مسلم بین اسٹیبلشمنٹ کلاز کے منافی ہے۔

یہاں معلومات صرف تعلیمی مقاصد کے لئے ہے، یہ اٹارنی کلائنٹ تعلقات کا حصہ نہیں ہے. یہ ماہر قانونی، ٹیکس یا دوسری صورت حال کا متبادل نہیں ہے. ہم سفارش کرتے ہیں کہ آپ امیگریشن وکیل سے مشورہ کریں.

➢ **چار معزز ججوں نے ان کئی طریقوں کی وضاحت کی کہ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت کا فیصلہ غلط ہے۔**

- جسٹس سوٹومیئر نے اپنے اختلافی نوٹ میں مسلم ایڈوکیٹ کی طرف سے پیش کردہ فریڈم آف انفارمیشن ایکٹ (ایف او آئی اے) کی قانون سازی بحوالہ *برینن سنٹر بمقابلہ امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ، نمبر 17 سول 7520 (ایس۔ڈی۔این۔وائی 2017)* کا حوالہ دیا۔ مسلم بین کے دوسرے نسخے میں، انتظامیہ نے دعوی کیا تھا کہ دنیا بھر سے ایک جائزے کی ضرورت ہے تاکہ اس بات کا تعین کیا جا سکے کہ کون سے ممالک اپنے امیگرینشن درخواست گزاروں کی مکمل شناختی معلومات فراہم کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ برینن میں، ای اے نے دریافت کیا کہ اس عمل کے بعد جو رپورٹ تیار ہوئی وہ صرف 17 صفحات طویل تھی۔ "یہ کہ حکومت کی جائزہ رپورٹ جو کہ سینکڑوں ممالک کے معائنہ جاتی امور پر مشتمل تھی سکڑ کر اس قدر مختصر دستاویز بن گئی جس کے باعث صدارتی حکم نامہ بحوالہ قومی سلامتی کی عقلی حیثیت کے جائز ہونے پر کئی سنجیدہ سوالات کھڑے ہو گئے ہیں،" سوٹومیئر نے، کیس کا جائزہ لیتے ہوئے تحریرکیا۔ انہوں ے "اس کیس کی توجیہ اور *کورمیٹسو بمقابلہ امریکی ریاست*، کے مابین غیرمبہم متوازی تقابل کا حوالہ دیا،" جس میں جاپان کے محبوسین کا فیصلہ کیا گیا تھا، اور قرار دیا کہ اکثریت کیسے ٹرمپ کے مسلم مخالف جانبدارانہ رویے کے موجود متشدد ریکارڈ کو نظرانداز کر سکتی ہے اور "اس درد اور مصائب سے صرف نظر کر سکتی ہے" جو کہ اس حکم نامے کے نفاذ کے بعد "بے شمار خاندانوں اور افراد کا مقدر بن سکتا ہے، جس میں اکثریت امریکی شہریوں کی ہے۔" جسٹس گنزبرگ نے اختلافی نوٹ لکھنے والوں کی حمایت کرتے ہوئے قرار دیا۔

- دریں اثنا، جسٹس بریئر نے اختلافی نوٹ لکھا، اور جسٹس کگن نے بھی ان کا ساتھ دیا، جس میں زور دیا گیا کہ حکم نامہ تحریری ہونے کے باوجود حکومت اس پر عمل پیرا نہیں ہو رہی ہے۔ حکم نامے میں مخصوص معیار پر پورا اترنے والے افراد کے لیے معاملہ در معاملہ استثنائی شقیں اور گلوخلاصیاں موجود ہیں۔ مگر انتظامیہ واضح طور پر اہل درخواست گزاروں کی گلوخلاصی درخواستوں کو تسلیم نہیں کر رہی ہے اور اس حوالے سے تاخیری حربے استعمال کر رہی ہے۔ بریئر نے دریافت کیا کہ اس بات کا واضح ثبوت موجود ہے کہ "گلوخلاصی معاملات کو عام انداز میں نہیں نپٹایا جا رہا ہے۔"

اس کا مطلب کیا ہے

- سپریم کورٹ کے فیصلے کا مطلب یہ ہے کہ مسلم بین کا پورا نسخہ امکانی طور پر پورے ملک میں نافذ العمل ہو گا۔ اگرچہ اب مزید قانونی چارہ گوئی کے لیے یہ معاملہ نچلی سطح کی عدالتوں میں بھیجا جا رہا ہے، تاہم یاد رہے کہ سپریم کورٹ نے نائنتھ سرکٹ کے فیصلے کو اُلٹا دیا ہے اور اسی لیے، آنے والے دنوں میں قومی سطح پر اس کا نفاذ امکانی طور پر ختم ہو جائے گا۔

- اگر آپ اس پابندی سے متاثر ہیں، تو آپ چھٹکارے یا ویور کی پالیسی کے ذریعے ملک میں داخل ہو سکتے ہیں۔ حکم نامے کے سیکشن 3 کے مطابق، اس فیصلے سے گلوخلاصی عطا کی جا سکتی ہے اگر ملک میں داخلے پر پابندی کے باعث غیر ملکی شہری کو غیر ضروری مشقت کا سامنا ہو، اس کے داخلے سے قومی سلامتی یا عوامی تحفظ کو کوئی خطرہ نہ ہو، اور اس کا داخلہ ملکی مفاد میں ہو۔ یہ گلوخلاصیاں انفرادی صورت حال کی بنیاد پر معاملہ در معاملہ بھی عنایت کی جا سکتی ہیں۔

- پابندی کے حوالے سے مزید معلومات کے لیے ہماری مسلم بین 3.0 فیکٹ شیٹ دیکھیں اور جانیں کہ آپ کے لیے اس کا مطلب کیا ہے۔

یہاں معلومات صرف تعلیمی مقاصد کے لئے ہے، یہ اٹارنی کلائنٹ تعلقات کا حصہ نہیں ہے. یہ ماہر قانونی، ٹیکس یا دوسری صورت حال کا متبادل نہیں ہے. ہم سفارش کرتے ہیں کہ آپ امیگریشن وکیل سے مشورہ کریں.